سُوۡرَۃُ المَائدۃ کی تفسیر

Lesson 2: Al-Maidah (Ayaat 6-14): Day 6

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا

بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡـكَعۡبَيۡنِ‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا‌ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ

جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا

بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ‌ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَ

لِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۶﴾

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیر واور (دھوؤ) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین پر) سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرمادے تاکہ تم شکر ادا کرو۔(٦)

آگے مختلف موضوع شروع ہو رہا ہے؛

محسوس کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے مخاطب ہے۔ یہاں اِذَا قُمۡتُمۡ سے مُراد نماز کا اِرادہ ہے۔ یہاں نماز میں کھڑا ہونے کی بجائے کہ جب نماز کے لئے اِرادہ کرو۔ کیونکہ نماز سے پہلے وضو کیا جائے گا۔

پہلی چیز کیا کرو؟

1) اپنے چہروں کو دھوؤ (فَاغْسِلُوْا غسل سے ہے۔ وُجُوْهَكُمْ۔ چہرے کی جمع۔

2) اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت (الْمَرَافِقِ: رفق سے ہے۔ کہنی کی جمع ہے مرافق۔ یہ لفظ رفیق سے ہے۔ رفق نرمی کے لئے ہے۔)

3) اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیر واور (دھوؤ)۔ سر کے مسح کی طرف اشارہ ہے سر کے مسح میں ہی کانوں کا مسح آتا ہے۔

4) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت۔

یہاں تک قران کی روشنی میں وضو کا طریقہ پورا ہوُا۔ یہ چار وضو کے فرائض ہیں۔

(نورالقراں ویب سائٹ سے لیکچر سُن لیں۔ کتاب الصلاۃ میں وضو کے بارے میں تفصیل سے بات ہوئی۔)

چار فرائض کے بغیر وضو مکمل نہیں ہوتا۔ اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

کلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا۔ بسم اللہ پڑھنا وغیرہ سُنتیں ہیں۔ اُن کے بغیر وضو تو ہو جاتا ہے لیکن جان بوجھ کر نہیں چھوڑنی چاہئیں۔ لیکن اگر مجبوری سے کوئی سُنّت چھوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتے ہیں۔ اب جو لوگ سُنتؐ کے انکاری ہیں۔ وہ حدیثِ رسولؐ کے بغیر باقی تفصیل کہاں سے لیں گے؟

قرآن پاک میں وضو کا تو پھر بھی طریقہ ہے، لیکن نماز کا تو اتنا بھی طریقہ نہیں بتایا گیا۔ پھر سنتؐ اور احادیثؐ کا انکار کرنے والے نماز کیسے پڑھیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ذریعے ہمارے لئے دین کو مکمل اور آسان فرمایا ہے۔ جو لوگ اللہ کے نبیؐ کی سنت کو قبول نہیں کرینگے۔ وہ اپنی مرضی سے دین میں نئی نئی باتیں لائیں گے۔ اور کئی دوسرے فتنے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو سُنتِ رسولؐ کو نہیں مانتا وہ رسولؐ کا انکاری ہے۔

ہمارے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ قرآن اور سنتِ رسولؐ سے رہنمائی حاصل کریں۔

آپ اس بات پر بھی غور کریں کہ جب جسم کے ایک حصّے کا وضو ٹوٹتا ہے تو سارا وضو ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ تمام وضو دوبارہ کیا جائے۔

دوسرا یہ کہ اگر نیل پالش لگانے سے پہلے وضو کیا۔ پھر وضو کر لیا۔ تو اگر وضو ٹوٹ گیا تو پھر نیل پالش اُتار کر ہی دوبارہ وضو کیا جائے گا۔

" فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ ۔"

قرآن پاک کی ترتیب سے شیعہ حضرات نے ترجمہ کچھ اس طرح لیا کہ وہ پیروں کا بھی مسح کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے مُراد ہے کہ جس طرح چہرہ اور ہاتھ دھوئے ہیں اُسی طرح پیر بھی دھولو۔ (سر کے مسح کے بعد)۔ وَامۡسَحُوۡا کے بعد وعطف اور کی نہیں ہے بلکہ وہ پیچھے جا کر غسل سے ملتی ہے۔

سُنت کے بغیر ہم اس بات کو سمجھ نہیں سکتے۔

گرائمر کی نظر سے دیکھیں تو وَامۡسَحُوۡا کے بعد ب حرفِ جر کی وجہ سے بِرُءُوۡسِكُمۡ کے نیچے زیر آئی ہے۔ اگر وَاَرۡجُلَكُمۡ بھی مُراد ہوتا تو اُس کے نیچے بھی زیر آتی پھر لفظ ہوتا وَاَرۡجُلِكُمۡ ۔ جس سے پتا

چلتاہے کہ وہ دونوں وُجُوۡهَكُمۡ ۔۔۔ وَاَرۡجُلَكُمۡ الفاظ فَاغۡسِلُوۡا کے ساتھ ہیں۔وَامۡسَحُوۡا کے ساتھ نہیں۔

علم والوں نے ان سب باتوں پر غور و فکر کیا ہے۔

آگے تیمم کے احکام ہیں۔ ج ن ب سے لفظ جُنُبًا ہے۔یعنی وہ کیفیت جس میں نماز اور قرآن نہیں پڑھ سکتے۔جب غسل واجب ہو جاتا ہے۔اس کو حدثِ اکبر کہتے ہیں۔فَاطَّهَّرُوۡا یعنی غسل کرو۔ قرآن پاک میں یہ لفظ پاک ہونا استعمال ہوُا ہے۔

۔۔"اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کر و اور اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو۔۔"

غ و ط۔ گہری جگہ۔پہلے زمانے میں لوگ گڑھا کھود کر اُس میں فارغ ہوتے تھے تاکہ چھینٹے جسم پر نہ پڑیں۔کنایہ ہے بیت الخلاء یعنی ٹوائلٹ استعمال کرنے کے لئے۔

اَوۡ لٰمَسۡتُمُ :ل م س۔ چھونا۔یعنی اگر جماع کیا ہو۔ میاں بیوی والے تعلقات ہوئے ہوں۔

یعنی غسل یا وضو کی حاجت ہے۔اگر پانی نہ ملے یا پھر پانی ہے لیکن کوئی مجبوری یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال نہیں کر سکتے تو پھر تیمم کر لو۔

آگے تیمم کا طریقہ ہے؛"۔۔پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین کی مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین پر) سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں۔۔"

اسلام کی اصل روح یہی ہے کہ اللہ بندے کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

اصل بات یہ ہے کہ بندہ اللہ کو اپنی فرمانبرداری دِکھادے۔ اللہ کو ہماری ظاہری عبادت سے زیادہ ہماری روح کی عبادت مطلوب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز اور وضو کی اصل کیفیت کیا ہے۔

ہم سب وضو اور نماز ایک ہی طریقے سے کیوں کرینگے تاکہ اتحاد نظر آئے۔ سب کے لئے قانون ایک جیسا ہو۔ طریقہ ایک ہی ہو۔ اور نماز ویسے ہی پڑھیں گے جیسے اللہ کے نبیؐ نے پڑھی تھی۔

اَب اگر کسی چیز کی روح نہ رہے اور ظاہری طریقوں پر بحث کریں تو کیا مقصد حاصل ہوتا ہے؟

اَصل توجہ اس بات پر رکھیں کہ کیوں کر رہی ہوں۔ وضو سے ہاتھوں کے گناہ جھڑ رہے ہیں۔ منہ کے اور باقی سب اعضاء کے۔ ہم نے طریقہ وہی رکھنا ہے کہ جیسے اللہ کے نبیؐ نے پڑھی۔ جب اللہ کے نبیؐ نے فرمادیا کہ ایسے وضو کریں۔ ایسے نماز پڑھیں۔ تو وہی کرنا ہے۔ ایک انچ اِدھر اُدھر نہیں ہونا۔ آپ انشاءاللہ سیدھے راستے پر رہیں گے۔

ہر عبادت کا طریقہ نبی ﷺ والا، لیکن کیفیت، خشوع اور خضوع آپ کی نیت اور خلوص پر ہو گا۔

ایک بندے نے جنابت کے بعد وضو یا غسل نہیں کیا تو تیمم سے کام چل جاتا ہے۔ آپ ایک بات یاد کر لیں کہ اللہ کے حکم اور نبیؐ کے طریقے کے بعد کوئی بحث نہیں۔ ورنہ لوگ آپ کو بھٹکا دیں گے۔ کنفیوز کر دیں گے۔ کہ تیمم ایسے کیوں وغیرہ۔

"۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرمادے تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی فرمادی تا کہ ہمارے لئے آسانی ہو۔ اور تا کہ ہم دل زبان اور جسمانی اعضاء کے ذریعے اللہ کا شُکر ادا کریں۔

الحمد صرف زبان سے ہوتی ہے۔لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لیکن زبان، دل اور اعضاء سے ہو تا ہے۔

دین اسلام پاک صاف رہنے کو پسند کر تا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جس شخص کے پاس پانی بھی ہو اور کوئی بیماری یا مجبوری نہ ہو پھر بھی تیمم کرے اُس نے اللہ کی ان آیات کا مذاق اُڑایا ہے۔

یعنی پانی کی موجودگی میں بغیر کسی مجبوری کے تیمم کرنا ایک طرح سے تکبر کی نشانی ہے۔ کہ ہم اپنی مرضی کرینگے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے گلے کا ہار بیداء میں گر گیا ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری روکی اور میری گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں میرے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ پر بگڑنے لگے کہ " تونے ہار کھو کر لوگوں کو روک دیا" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جاگے اور صبح کی نماز کا وقت ہو گیا اور پانی کی تلاش کی گئی تو پانی نہ ملا، اس پر یہ پوری آیت نازل ہوئی۔

حکم تو اس کا یہ تھا کہ پانی سے وضو کرو لیکن جب میسر نہ ہو یا بیماری ہو تو تمہیں تیمم کرنے کی رخصت عطا فرماتا ہے۔

(وہ ہار بعد میں اُسی اونٹنی کے نیچے سے مل گیا تھا۔ اللہ جب چاہے ایسے ہی مدد کر تا ہے۔)

آپ یہ دیکھیں کہ اللہ کے نبیؐ نے حضرت عائشہؓ کو کچھ نہیں کہا۔ آج کے خاوند کیا ایسے کرتے ہیں؟

حضرت عائشہؓ کی وجہ سے دیکھیں یہ احکام نازل ہوئے۔ اللہ نے اُمّت کے لئے آسانی کر دی۔

اپنے لئے دُعا کیا کریں کہ اللہ آپ سے بھی بڑے کام لے۔ آپ بھی صدقۂ جاریہ چھوڑنے والے بنیں۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾

اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو اور اس کے اس عہد کو بھی جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے۔ جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ (۷)

اس عظیم دین اور اس رسول اللہ کو بھیج کر جو احسان اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر کیا ہے، اسے یاد دلا رہا ہے اور اس عہدے پر مضبوط رہنے کی ہدایت کر رہا ہے جو مسلمانوں نے اللہ کے نبیؐ کی تابعداری اور امداد کرنے، دین پر قائم رہنے، اسے قبول کر لینے، اسے دوسروں تک پہنچانے کیلئے کیا ہے۔

یہ بیعت عقبہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب مکہ والوں نے اللہ کے نبیؐ کو بہت تنگ کیا اور جان کے دشمن ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اللہ کے نبیؐ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا۔ ابو طالب اور خدیجہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ مکہ والے کھل کر مخالف ہو چکے تھے۔

حج کے موقع پر اللہ کے نبیؐ منیٰ میں مدینہ کے لوگوں کے پاس تبلیغ کے لئے گئے۔ وہ لوگ اسلام کا پیغام سُن کر مسلمان ہو گئے۔

مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج قحطانی نسل کے تھے جو ہر سال حج کے لیے آتے تھے۔ نبوت کے گیارہویں سال ان قبائل کے چند آدمی حج کے لیے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کی۔ جس پر ان میں سے چھ آدمیوں نے عقبہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اسی مناسبت سے یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔

دوسرے سال یعنی بعثت کے بارہویں سال انہی قبائل کے 12 آدمیوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعوت توحید قبول کی اور اسی مقام پر بیعت ہوئی جو بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ تیسرے سال یعنی بعثت کے 13 ویں سال 72 افراد کو بیعت کا شرف حاصل ہوا یہ بیعت عقبہ اُخریٰ کہلاتی ہے۔

نعمت سے مُراد اِسلام کی نعمت ہے۔ اور میثاق سے مُراد یہی بیعت ہے۔ وعدۂ الست بھی ہے۔

"۔۔ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۔" وَاتَّقُوا اللّٰهَ

یعنی دین کے کام خوشی سے کیا کرو۔ اللہ کے دین کے کام کو اپنے لئے عزت افزائی سمجھو۔

یعنی سُن لو، سمجھ لو۔ مان لو۔ پھر اللہ سے ڈرو۔ جب نیکی اور دین کا کوئی کام کریں۔ تو خوشی سے کریں۔

اپنے اوپر لے کر سوچیں۔ کہ ہم نے وعدہ کیا۔ Commitment کی ہے کہ اللہ کے دین کو سمجھوں گی اور اس پر عمل کرونگی۔ اللہ کے دین کا کام پورے دِل سے کریں ورنہ اللہ توفیق چھین لے گا۔

اللہ کو شراکت بالکل پسند نہیں۔ محبت اور کمٹمٹ صرف اللہ سے ہونی چاہیے۔

اللہ اپنے کام صرف ہنستے چہرے اور خوشی سے کرنے والوں سے کرواتا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے ہمیں یہ نعمت دی۔ اللہ کو سب علم ہے۔

بیعت عقبہ بھی اسلام کے لئے نعمت تھی۔ اس طرح تین سال تک اوس و خزرج کے افراد نے اسلام قبول کیا اور اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ کی حدود میں داخل ہوا۔ تیسرے سال تقریباً 70 لوگ مسلمان ہو گئے۔

اپنا جائزہ لیں۔ میں اللہ کے دین کے لئے کتنی مخلص ہوں؟

اگلی آیت بہت پیاری ہے۔ یہی بات ہم نے سورۃ النساء کی آیت 135 میں پڑھی تھی؛

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا١ؕ اِعْدِلُوْا١۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَاتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو۔ اور خاص لوگوں کی عداوت تمھارے لیے اس کو باعث نہ ہو جاوے کہ تم عدل نہ کرو. عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔ (۸)

یہاں تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے حکم ہے؛ ایمان والوں کو پکارا گیا ہے کہ؛

1) اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ

2) شہادت ادا کرنے والے رہو۔

3) عدل کیا کرو

4) اللہ تعالیٰ سے ڈرو

مکہ فتح ہونے والا تھا۔ اسلام کے دشمن مسلمانوں کے سامنے پیش ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مورال بلند فرمارہے ہیں۔ کہ کسی قوم کی دشمنی میں آکر کہیں کوئی زیادتی نہ کر دینا۔

عرب لوگوں کے ہاں یہ رواج تھا کہ دشمن کو قتل کر کے اُن کی لاشوں کی بے حُرمتی کرتے تھے۔ اسلام یہ پسند نہیں کرتا۔

ایسا لگتا ہے کہ مسلمانوں کی تربیت کی جارہی ہے کہ دنیا میں کفر پر قومیں تو قائم رہ سکتی ہیں لیکن ظلم کرنے والی قومیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ عدل کرو۔ مسلمان عادل قوم ہے۔ اگر عدل چھوڑ دیں تو اللہ کی مدد نہیں آتی۔ اسلام کا نام استعمال کر کے لڑائی جھگڑے اور ظلم کی اجازت نہیں ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں کے ساتھ عدل کا اتنا خاص حکم ہے تو سوچیں کہ مسلمان کے ساتھ عدل کا کیسا حکم ہو گا۔

مسلمان اُمت ایک خاندان کی طرح ہے۔ ہمارے سربراہ اللہ کے نبیؐ ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ اسلاف کی طرح ہیں۔ ہم سب آج کے دور کے بچے ہیں۔ اللہ ہمیں سکھارہے ہیں کہ تم اچھے اور قابلِ مثال لوگ بن کر رہنا۔ تم اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ انصاف کے گواہ بن کر اسلام کی تبلیغ کرو۔ اب تم اُٹھو اور سب تک اللہ کے دین کی بات پہنچاؤ۔ اللہ کو ہم سے توقعات ہیں۔

قوام کا ترجمہ Security Man یعنی نگرانی کرنے والا، قائم کرنے والا۔ تم دین کا کام محفوظ طریقے سے آگے لے کر جاؤ۔ اللہ کا دین دوسروں تک پہنچاؤ۔

عام لوگوں کی نوکری تو مقررہ گھنٹے کے لئے ہوتی ہے۔ سیکورٹی کرنے والا چُست رہتا ہے۔ انصاف کی سیکورٹی رکھو۔ اس نوکری میں دوام ہے۔ ہم سے دو کام کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ ایک عبادات اور دوسرا ہم نے اللہ کے دین کی گواہی دینے والا بننا ہے۔ ہر وقت انصاف کرنا ہے۔ ہر وقت عدل کو سامنے رکھنا ہے۔ سب آرام کریں اور ایک ایمان والے کی چھٹی نہیں ہوتی۔ مومن صرف قبر میں آرام کرے گا۔

نگرانی کرنے والا چار طریقے سے کام کرے گا؛

دوسروں کے حقوق کی نگرانی کرے گا(گھر والے، رشتے دار، ہمسائے، ہر کسی کے حقوق کی نگرانی کریں۔ تمام ملنے والوں، جاننے والوں کی) اللہ کا حق اُن کو نہ دیں۔ اللہ کے معاملے میں غیر کی بات نہیں ماننی۔

اللہ کے حقوق کی نگرانی کرو۔ شرک سے بچو اور تمام عبادات پورے خلوص سے کرو۔

اجتماعی کاموں میں نگران بنو۔ معاشی اور معاشرتی طور پر۔ تمام قوانین کو مانیں۔ (اگر اسلام کے خلاف نہیں تو پھر عمل کریں۔) جعلی اور فراڈ والے کام نہ کریں۔ رشوت اور سفارش سے کام نہ کروائیں۔ ووٹ دینا بھی گواہی ہے۔ ایک ذمّہ داری بھی ہے۔ پھر اگلا درجہ کہ آپ نے شفاعت کی۔ پھر مشترکہ حقوق میں وکالت کی۔ اگر خدانخواستہ فاجر شخص کو ووٹ دیا تو پھر خیانت کی ہے۔

اپنے مال میں کسی ناجائز طریقے کو شامل نہ کریں۔ دھوکے سے کچھ حاصل کرنا سب اس میں شامل ہے۔

اگر کبھی نیکی کا ارادہ کریں اور اُس کا موقع نہ ملے تو سوچیں کہ کہیں مجھ سے کوئی زیادتی یا ناانصافی تو نہیں ہو گئی کہ اللہ نے مجھ سے توفیق چھین لی ہے۔

چوتھی بات ہے خود سے انصاف کرنا۔ اپنے آپ سے انصاف کرو۔ وعدے پورے کرو۔ ہر بندہ اپنے آپ کو پابند سمجھے۔ ہمارے جسم کا ہر چھوٹا سا اور معمولی حصّہ اگر اپنا کام نہ کرے تو کیا ہو گا؟ ہم نے ٹریفک کے قوانین پر عمل کرنا ہے۔ جب کمٹمنٹ کر لیں تو پوری کر لیں۔

جو نیّت کریں تو کرنے کی پوری کوشش کریں۔ یہ کام کرنے کی انرجی کیسے ملے گی؟ ایمان سے یہ توانائی ملے گی۔ جب مجھے احساس ہو گا کہ مجھے اپنا حساب دینا ہے۔ تقویٰ کرنے والے اللہ سے ڈرتے ہیں۔ عدل اور انصاف کریں۔ پھر کیا ملے گا؟

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿9﴾

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اَجر وثواب ہے۔ (9)

کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ اللہ ہمیں بخش دے گا۔ نعمتیں بھی دے گا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿10﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔

یہ کونسا کفر ہے؟ یعنی اپنے کام کو صحیح طریقے سے نہ کرنا کفر ہے۔ اپنی ذمّہ داری نہیں نبھائی۔

بعض اوقات خود ہی قرآن پاک کو پڑھ کر مطلب سمجھنے سے انسان غلطی کر سکتا ہے۔ اس لئے اچھے اُستاد سے پڑھنا چاہیئے۔ تا کہ صحیح معنی سمجھ آ سکیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴿11﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔(11)

اللہ تعالیٰ ہم سے مخاطب ہیں۔ اللہ ہم سے محبت کرتے ہیں دُعا ہے کہ ہمیں بھی اللہ سے اتنی ہی محبت ہو جائے۔ اللہ نے اسلام کی نعمت دی۔ ذرا سے بھٹک جائیں تو انسان آہستہ آہستہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ دین سے انحراف نہ کریں۔ دین سے جڑ کر رہیں۔

آج کون مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں؟ اللہ کے نبیؐ کے زمانے سے لے کر آج تک یہ کوششیں ہوتی رہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل میں اترے، لوگ ادھر ادھر سایہ دار درختوں کی تلاش میں لگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار کر ایک درخت

پر لٹکا دئے۔ ایک اعرابی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے کھینچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اب بتا کہ مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً بعد جواب دیا کہ اللہ عزوجل ، اس نے پھر یہی سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی جواب دیا، تیسری مرتبہ کے جواب کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔

قتادہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "کچھ لوگوں نے دھوکے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا تھا اور انہوں نے اس اعرابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھات میں بھیجا تھا لیکن اللہ نے اسے ناکام اور نامراد رکھا» فالْحَمْدُ لِلَّه «۔ اس اعرابی کا نام صحیح احادیث میں غوث بن حارث آیا ہے۔
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کرنے کے ارادہ سے زہر ملا کر کھانا پکا کر دعوت کر دی، لیکن اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچ رہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ کعب بن اشرف اور اس کے یہودی ساتھیوں نے اپنے گھر میں بلا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچانا چاہا تھا ۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد بنو نضیر کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے چکی کا پاٹ قلعہ کے اوپر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر گرانا چاہا تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عامری لوگوں کی دیت لینے کیلئے ان کے پاس گئے تھے تو ان شریروں نے عمرو بن حجاش بن کعب کو اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے کھڑا کر کے باتوں میں مشغول کر لیں گے تو اوپر

سے یہ پھینک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کر دینا لیکن راستے میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شرارت وخباثت سے آگاہ کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہیں سے پلٹ گئے۔

"۔۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔۔۔"

آج کیوں ہمارے ساتھ اللہ کی مدد نہیں ہے؟ کیونکہ ہم تقویٰ نہیں کرتے۔ ہم توکل علی اللہ نہیں کرتے۔ اسباب استعمال کریں لیکن متحد ہو کر کوشش کریں۔

ایسی قوم اور ایسے دین والے ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ حوصلے والے لوگ یہ کام کر سکتے ہیں۔

اپنی آنے والی نسلوں کے بارے میں سوچیں۔ اپنی ذمّہ داری کو محسوس کریں۔

دین سے دُور لوگوں کے بارے میں سوچیں۔ ہم دوسروں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

دعائیں کریں۔ خود سیکھیں اور پھر اللہ کا پیغام آگے دینے والے بنیں۔